سلسلۂ اشاعت سید العلماء اکادمی - ۲

شہید انسانیت

مصنفہ:
آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء مولانا
السید علی نقی النقوی مجتہد
طاب ثراہ

○ نام کتاب : شہیدِ انسانیت

○ مصنف : آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء مولانا السید علی نقی النقوی طاب ثراہ

○ تعداد اشاعت : ایک ہزار

○ [illegible] اشاعت : (تیسرا ایڈیشن) محرم ۱۴۰۹ھ - اگست ۱۹۸۸ء

○ [illegible] : ہندستان پرنٹنگ پریس لکھنؤ

○ [illegible] ۔ ڈیزائن ہاؤس خریجی، دہلی

○ نا[illegible] سید العلماء اکادمی (الہند)

پینتیس ۳۵ روپے

سید العلماء اکادمی (الہند)

صدر دفتر :-
آرام گاہ سید العلماء۔ عبدالعزیز روڈ
لکھنؤ ۲۲۶۰۰۳ یوپی (انڈیا)

شاخ :
نیشنل کالونی۔ امیر نشان
علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱ یوپی (انڈیا)

بائیسواں باب

صلح کی باتیں

ص

عمر سعد چاہتا تو تھا ہی کہ کسی طرح اس جرم عظیم سے جس میں وہ حرص دنیا کی بدولت اپنے ہاتھوں گرفتار ہوئے جا رہا ہے چھٹکارا حاصل کرے چنانچہ اس نے کربلا آکر ایک کوشش معاملات کے سلجھانے کی شروع کی۔ اس طرح کہ عزرہ بن قیس احمسی کو بلا کر یہ چاہا کہ وہ امام حسینؑ کے پاس جا کر آپ کے مقصد تشریف آوری کو معلوم کرے مگر عزرہ یہ ان سات آدمیوں میں سے تھا جنھوں نے وقتی سیاست سے متاثر ہو کر جماعت شیعہ کے خطوط جانے کے بعد اپنی جانب سے امام حسین کو ایک دعوتی خط لکھ دیا تھا۔ اس لیئے اُس کو آپ کے پاس جانے اور اس قسم کی گفتگو کرنے سے حجاب دامن گیر ہوا۔ اور اُس نے انکار کر دیا کہ میں نہیں جاؤنگا دوسرے ایسے اشخاص کو بھی جو خطوط لکھ چکے تھے جانے میں اسی صورت سے توقف ہوا اور آخر کثیر بن عبداللہ شعبی ایک درشت خو اور سخت آدمی یہ کہتا ہوا سامنے آیا کہ میں جانے کے لیے تیار ہوں بلکہ مجھے حسینؑ کے قتل کرنے کے لیے کہا جائے تو اس میں بھی عذر نہیں ہے۔ عمر سعد نے کہا نہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے۔ تم بس جا کر اتنا دریافت کر لو کہ آپ اس ملک میں کس لیئے آئے ہیں۔ کثیر خیمہ گاہ حسینی کی طرف روانہ ہوا۔ بہادر ابو ثمامہ

صائدی نے جو شاید اس وقت خیمۂ امام حسینؑ پر پہرا دے رہے تھے، اُسے دور سے دیکھ لیا اور امام سے عرض کیا کہ آپ کی طرف بد ترین خلق اور انتہائی سفاک و خونریز شخص آ رہا ہے اس کے بعد وہ خود آگے بڑھ گئے۔ اور انھوں نے کثیر کو روک کر ہتھیار کھول کے رکھ دینے کا مطالبہ کیا۔ اس نے کہا نہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ میں پیغام لے کر آیا ہوں اگر تم مجھے موقع دو تو میں پیغام پہنچا دوں۔ نہیں تو واپس جاؤں۔ ابو ثمامہ نے کہا اچھا میں تمھاری تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھے رہوں گا۔ اور اس طرح تم کو امام کی خدمت میں لے جاؤں گا۔ کثیر نے اسے بھی منظور نہ کیا اور کہا میری تلوار کو تو تم ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے۔ ابو ثمامہ نے کہا اچھا پھر اپنا پیغام تم مجھ سے کہہ دو۔ میں اُس کا جواب امام سے لا دوں گا۔ اس طرح گفتگو بڑھتے بڑھتے بالآخر سخت کلامی کی نوبت آ گئی اور کثیر نے واپس جا کر عمر سعد کو اپنی سرگزشت سے مطلع کر دیا۔

اب اُس نے قرہ بن قیس حنظلی کو بلایا اور اُس سے کہا تم جا کر حسینؑ سے دریافت کرو کہ وہ اس سرزمین پر کس لیے آئے ہیں؟[1]

چنانچہ قرہ بن قیس روانہ ہوا۔ امام نے جو اُسے آتے دیکھا تو دریافت فرمایا کہ تم لوگ اسے پہچانتے ہو؟ حبیب بن مظاہر نے کہا جی ہاں۔ یہ قبیلہ حنظلہ کا ایک شخص ہے۔ بنی تمیم میں سے اور ننھیال کی طرف سے ہمارا عزیز ہوتا ہے۔ میں ایک عرصہ سے اس کو جانتا ہوں اور میرے خیال میں یہ سنجیدہ و فرزانہ شخص تھا۔ مجھے یہ خیال نہ تھا کہ یہ اس موقع

---

(۱) طبری ج ۶ صفحہ ۲۳۳ دینوری نے قرہ بن سفیان حنظلی درج کیا ہے (الاخبار الطوال صفحہ ۲۵۱)

پر جنگ کے لیے ہمارے مقابل میں آئے گا۔ اتنی دیر میں وہ آگیا اور امام کی خدمت میں تسلیم بجا لاتے ہوئے اُس نے عمر سعد کا پیغام پہونچایا۔ وہی کہ آپ کی تشریف آوری کا مقصد کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا۔ "مجھ کو تمھارے شہر کے لوگوں نے لکھا تھا کہ میں آؤں لیکن اب جب کہ وہ میرا آنا ناپسند کرتے ہیں تو میں واپس چلا جاؤں گا۔" جواب اتمام حجت کے مقصد کا حامل اور صلح پسندی کے مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ بالکل صاف تھا۔ قاصد واپس جانے لگا۔ حبیب بن مظاہر کو موقع تبلیغ کا مل گیا۔ کہنے لگے "اے قرہ بن قیس ظالم جماعت کی طرف کہاں واپس جاتے ہو، آؤ اور اس مظلوم کی مدد کرو جس کے بزرگوں کی بدولت تمھاری اور ہماری ہدایت ہوئی ہے۔" قرہ نے کہا میں جو پیغام لایا تھا اُس کا جواب پہونچا دوں، پھر غور کروں گا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اس نے جا کر عمر سعد سے جواب امام حسینؑ کا بیان کیا۔ اس جواب سے اُسے توقع پیدا ہوئی کہ اب صلح ہو جائے گی۔ لہٰذا اُس نے عبید اللہ بن زیاد کے نام خط لکھا کہ "میں نے یہاں پہونچ کر حسینؑ کے پاس اپنا نمائندہ بھیجا اور اُس کے ذریعہ سے دریافت کیا کہ وہ ادھر کیوں آئے ہیں، کیا چاہتے ہیں اور کیا مطالبہ رکھتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ اس ملک کے لوگوں نے مجھ کو لکھا تھا اور میرے پاس اُن کے قاصد گئے تھے اور مجھے ادھر آنے کی دعوت دی تھی۔ لیکن اب جبکہ وہ میرا آنا ناپسند کرتے ہیں اور ان کے خیالات میں تبدیلی ہو گئی ہے تو میں جہاں سے آیا ہوں ادھر ہی واپس چلا جاؤں گا۔"

خط پہونچا۔ ابن زیاد نے پڑھا اور غرور و تکبر، فرعونیت اور ظلم د

سفاکی کے جذبہ کے ماتحت اُس نے یہ شعر پڑھ کر اپنی تاریک ذہنیت کا ثبوت دیا۔

الآن اذ علقت مخالبنا بہ یرجو النجاۃ ولات حین مناص

(یعنی) اب جبکہ ہمارے چنگل ان تک پہو نچ گئے ہیں تو وہ نجات کے طالب ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اب وہ ہم سے بچ کر کہاں جائیں گے۔"

اس نے عمر سعد کو لکھا:۔ "خط پہونچا اور حال معلوم ہوا۔ تم حسینؑ کے سامنے یہ سوال پیش کر دو کہ وہ اور اُن کے تمام اصحاب یزید بن معاویہ کی بیعت کر لیں جب وہ ایسا کر چکیں گے تو پھر ہم رائے قائم کریں گے"(۱)

اس خط سے عمر سعد کی امیدوں کی دنیا میں ایک دفعہ پھر تاریکی چھا گئی۔ اس خط کے عنوان میں ابن زیاد کی مفسدانہ اور فتنہ پسند ذہنیت کا پورا پورا ثبوت موجود تھا۔ اول بیعت یزید کا امام حسینؑ سے مطالبہ ہی ایسا تھا جس کا قبول کرنا آپ کے لیے ناممکن تھا۔ پھر اس پر طرہ یہ کہ بفرض محال بیعت کر لینے کی صورت میں بھی حکومت کی طرف سے کسی خوش گوار نتیجہ کا وعدہ نہ تھا بلکہ یہ کہا جا رہا تھا کہ پھر ہم رائے قائم کریں گے۔ اس کے یہی معنی ہو سکتے تھے کہ اس کے بعد بھی حکومت امام حسینؑ کے گزشتہ انکار بیعت کی بنا پر آپ کے لیے کچھ سزا تجویز کرنے کا حق رکھے گی۔"

خط کا انداز بتاتا ہے کہ ابن زیاد حضرت امام حسینؑ کے اتمام حجت پر مبنی جواب کی صحیح نوعیت کو نہیں سمجھا اور اس نے خیال کیا کہ

---

(۱) الاخبار الطوال صفحہ ۲۵۲۔

کہ فوج کی کثرت کو دیکھ کر آپ ڈر گئے ہیں اور اس لیئے کہہ رہے ہیں کہ میں جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاؤں گا۔ مگر عمر سعد حسینؑ اور اُن کے اصحاب کے تیوروں کو قریب سے دیکھ رہا تھا۔ اور سمجھتا تھا کہ آپ کا جواب صرف امن پسندی اور سلامت روی کا نتیجہ ہے۔ کسی ہیبت اور خوف پر مبنی نہیں ہے۔ اس لیے اس نے ابن زیاد کے اس خط کو بالکل نامعقول سمجھتے ہوئے کہا۔ "مجھے پہلے ہی اندیشہ تھا کہ امیر ابن زیاد امن وسکون کے خواہاں نہیں ہیں"۔ (۱)

پھر بھی اُس نے یہ کیا کہ ابن زیاد کا خط امام حسینؑ کے پاس بھیج دیا۔ امام حسینؑ نے وہی کہا جو عمر سعد سمجھ چکا تھا۔ یعنی "یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ زیادہ سے زیادہ موت ہی تو ہے۔ میں اس کا خیر مقدم کرنے کے لیے تیار ہوں"۔ (۲) عمر سعد نے یہ جواب امام حسینؑ کا ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔

---

(۱) طبری ج ۶ صفحہ ۲۳۴ ارشاد صفحہ ۲۳۹ ۔ ۲ ۳ الاخبار الطوال صفحہ ۲۵۱
(۲) الاخبار الطوال صفحہ ۲۵۲ ۔